کشف الظنون کا مختصر جائزہ

احمد خان - ایم - اے -

اسلامی علوم وفنون میں کتابیات (BIBLIOGRAPHY) کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ ابن الندیم (متوفی ۳۸۵ھ) کی الفہرست اس سلسلہ کی پہلی کڑی شمار ہوتی ہے۔ اس کے بعد کئی دوسرے حضرات کے نام آتے ہیں، جنہوں نے مصنفین اور ان کی تالیفات کی فہرست مرتب کرنے کی کوششیں کی ہیں۔ ان میں فارابی (متوفی ۳۳۹ھ) کی احصاء العلوم، خوارزمی (متوفی ۳۸۷ھ) کی مفاتیح العلوم، ابوبکر الاشبیلی کی فہرست ما رواہ عن شیوخہ، فخر الدین رازی (متوفی ۶۰۶ھ) کی حدائق الانوار فی حقائق الاسرار، قطب الدین شیرازی (متوفی ۷۱۰ھ) کی درۃ التاج لغرۃ دباج، ملا لطفی کی کتاب المطالب، طاشکبری زادہ کی مفتاح السعادۃ، مولی محمد امین بن صدر الدین کی الفوائد الخاقانیۃ اور طاشکبری زادہ ہی کی نوادر الاخبار فی مناقب الاخیار اور موجودہ عہد میں سرکیس کی معجم المطبوعات بہت زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں۔ ان مشہور ومعروف کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی کتابیں اس ضمن میں لکھی گئی ہیں۔ ان سب میں کشف الظنون کو سب پر فوقیت حاصل ہے۔

کشف الظنون کے مصنف: مصطفیٰ بن عبد اللہ القسطنطینی المعروف حاجی خلیفہ چلپی کی سوانح حیات بہت کم معلوم ہو سکی ہے۔ ہم صرف اتنا ہی جانتے ہیں جو انھوں نے خود اپنی ایک تالیف "میزان الحق" میں اپنے بارے میں تحریر فرمایا ہے۔ یہاں اس کی تفصیل دینا مناسب نہیں۔ اسے تراجم (BIOGRAPHIES) کی کتابوں میں دیکھا جا سکتا ہے۔ موصوف ذی القعدہ ۱۰۱۷ھ میں قسطنطنیہ میں ایک فوجی گھرانے میں پیدا ہوئے۔ پانچ چھ برس کی عمر میں قرآن کی تعلیم مکمل کر لی۔ اس کے بعد دوسرے علوم کے علاوہ کتابت میں بھی مہارت حاصل کی۔ ابھی عمر زیادہ نہیں ہوئی تھی کہ باپ کی وساطت سے فوج میں کاتب مقرر ہو گئے۔ بتاتے ہیں کئی سال تک اس خدمت پر مامور رہے۔

© rasailojaraid.com
© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس ملازمت کے دوران کئی جنگوں میں شریک ہوئے اور متعدد سفر بھی کئے۔ اس جہاں گردی نے ان میں ایک ایسا شوق پیدا کر دیا جو بعد میں ان کی شہرت کا باعث بنا۔ ۱۰۴۵ھ میں انہوں نے مطالعہ پر زیادہ توجہ دی۔ یہ وہ وقت ہے جب خلیفہ چلپی اپنی شہرہ آفاق تصنیف کی تالیف کی طرف راغب ہو چکے تھے۔ ۱۰۴۶ھ میں انہوں نے اس کی پہلی جلد مکمل کر لی تھی۔ انھوں نے خود لکھا ہے ...... تم تسویدہ فی عنفوان الشباب[۱۱] ۔ یعنی آغاز جوانی میں ہی اس کی تسوید مکمل ہو چکی تھی۔ مگر یہ کام بیس سال تک جاری رہا۔ دراصل بات یہ ہے کہ خلیفہ چلپی نے عہد جوانی تک اس کتاب کا ایک ڈھانچہ تیار کر لیا تھا، جس کا نام اس وقت "کتاب اجمال الفصول والابواب فی ترتیب العلوم واسماء الکتاب" رکھا تھا[۱۲]۔ موجودہ نام بعد میں رکھا گیا۔ پھر جوں جوں نیا مواد ملتا گیا وہ اس ڈھانچے میں بھرتے گئے تاآنکہ یہ نہایت عمدہ کتاب تیار ہو گئی۔ خلیفہ چلپی کے اس ذوقِ عمل پر علماء نے دل کھول کر داد دی۔ مگر اس وقت تک اُنھوں نے کتاب کو صاف (FAIR) نہیں کیا تھا۔ اس حوصلہ افزائی کے بعد انھوں نے ابھی دال (مادہ "دروس") تک ہی مسودہ صاف کیا تھا کہ ۲۷ ذی الحجہ ۱۰۶۷ھ کو موت نے آلیا، اور باقی کام اسی طرح رہ گیا۔ جسے ان کے ہونہار شاگرد جار اللہ ولی الدین آفندی نے پورا کیا۔

اس کتاب کے بہت سے تتمے لکھے گئے ہیں جو اس کتاب کی اہمیت کو چار چاند لگاتے ہیں۔ ان میں سب سے زیادہ معروف تتمے اصحابِ ذیل کے ہیں:

۱۔ محمد عزتی آفندی متوفی ۱۰۹۲ھ

۲۔ ابراہیم آفندی متوفی ۱۱۸۹ھ

۳۔ عارف حکمت بک متوفی ۱۲۷۵ھ

۴۔ حنیف زادہ۔ اس کا تتمہ فلوگل نے کشف الظنون کے ساتھ چھاپ دیا ہے۔

۵۔ اسماعیل پاشا۔ اس کے تتمے کا نام "ایضاح المکنون" ہے جو حیدر آباد سے چھپ چکا ہے۔

یہ آخری تتمہ سب سے زیادہ مشہور ہے اور ایسے صاحب کا ہے جو خود اسی قسم کی ایک مستقل تصنیف (ہدیۃ العارفین) کے مالک ہیں۔ کشف الظنون کا ایک اختصار یہ بھی سید الحسن العباسی النبہانی (متوفی ۱۹۰۵ء) نے حلب میں تیار کیا تھا۔ جس میں کچھ کتابوں کا اضافہ بھی ہے۔

(۲)

اس شہرہ آفاق تصنیف کا آغاز خلیفہ موصوف نے اس وقت کیا تھا جب وہ حلب (موجودہ عراق) میں تھے۔ ابتداء یوں ہوئی کہ وہاں آپ کو مختلف وراقین (کتابوں کے کاروبار کرنے والے) کے ہاں اور کئی کتب خانوں میں جانے کا اتفاق ہوا۔ جہاں پر تاریخ، طبقات، وفیات اور مناقب پر بے شمار کتابیں تھیں، جن کے مطالعہ کے بعد ان کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ انسان کو بہتر زندگی گزارنے کے لئے ان کتابوں کا مطالعہ ضرور کرنا چاہیئے۔ ایسی کتابوں کا علم ببلوگرافی قسم کی کتابوں سے حاصل ہو سکتا تھا۔ مگر بدقسمتی سے ایسی کتابیات میں فاحش غلطیاں موجود تھیں، جن کی طرف خلیفہ مذکور نے اپنی اس کتاب کے مقدمہ میں اشارہ کیا ہے۔ "اِنّ أسماء تدوینا تلم (أی العلماء) لم تدون لبعد علی فصل و باب، ولم یرد فیہ خبر کتاب اذا العلوم والکتب کثیرۃ و الأعمار عزیزۃ قصیرۃ۔ والوقوف علی تفاصیلہا متعسر بل متعذر"[۱] یعنی سابقین نے علماء کی ان تالیفات کو مدون تو کیا، علوم پر بحث بھی کی، مگر ان کتب کو کسی خاص ترتیب سے نہیں رکھا، اور نہ کتابوں کے بارے میں کوئی معلومات بہم پہنچائی ہیں۔ پھر کہتے ہیں کہ چونکہ علوم وفنون کی بہتات ہے، کتابیں بے شمار ہیں، ان کو اس تھوڑی سی عمر میں آسانی سے تلاش کیا جا سکتا ہے نہ ان کا مطالعہ ممکن ہے۔ اس بیان سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حاجی خلیفہ ایک تو کتابوں کی تلاش اور انتخاب (SELECTION) میں سائنٹیفک طریقے کو کام میں لانے کے حق میں تھے، یعنی کتابوں کو اس انداز سے مرتب کرنا چاہتے تھے جو انڈیکس کی صورت میں ہو، اور جس سے بوقت ضرورت مطلوبہ کتاب تلاش کرنے میں مدد ملے۔ وہ ایسی ببلوگرافی بنانا چاہتے تھے جو منظم مرتب اور استعمال میں آسان ہو۔ چنانچہ حروف تہجی کی ترتیب انہی کے سائنٹیفک ذہن کی تخلیق ہے۔ دوسرا امر ان کے پیش نظر یہ تھا کہ انسانی عمر کم ہے اور اس مختصر حیات مستعار میں تمام کتابوں کا تفصیلی مطالعہ نہ صرف مشکل بلکہ ناممکن ہے۔ اس لئے ان کے خلاصہ جات (ABSTRACTS) بنا لئے جائیں تو مناسب رہے گا، تاکہ قاری کو کتاب کے مشتملات کے بارے میں کچھ نہ کچھ علم ہو جائے۔ چنانچہ اس امر کو بھی صاحب موصوف نے پوری طرح نبھایا ہے۔ اس لئے کہ جن کتابوں کو موصوف بنفسِ نفیس دیکھ سکے ہیں ان کے ابتدائی جملے اور مشتملات بھی درج کئے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اس بے نظیر تصنیف کی خاطر آپ نے اپنے سامنے وہ تمام کتابیں رکھی ہیں جن میں علماء اور ان کی تصانیف کا ذکر ہے۔ ان میں سے کچھ کا ذکر ابھی اوپر کیا گیا ہے اور باقی بے شمار ہیں جن کے احصاء کا یہاں موقع نہیں۔ خلیفہ موصوف چونکہ تمام علوم پر کتب کی فہرست مرتب کرنے کا خیال رکھتے تھے اس لئے انھوں نے اس ببلوگرافی میں زمانہ، وقت، مذہب، علاقہ، خطہ، زبان (اس میں عربی سے تجاوز کر کے فارسی اور ترکی کتابیں بھی لی ہیں) کسی کا کوئی خیال نہیں رکھا۔ صرف زبان کے بارے میں تھوڑی سی قید لگائی ہے۔ چنانچہ ہم اس ببلوگرافی کو یونیورسل کہنے میں حق بجانب ہیں۔ اس میں انہوں نے ۱۵۰۰۰ کتابوں اور چھوٹے چھوٹے رسائل (پمفلٹ) ۹۵۰۰ مؤلفین اور ۳۰۰ علوم و فنون کو حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق لکھا ہے[۵۵]

یہ کتاب موصوف نے دو جلدوں میں مرتب کی تھی۔ پہلی جلد ۱۰۴۶ھ میں مکمل ہوئی، مگر دوسری کی تکمیل کی تاریخ کا علم نہیں ہو سکا۔ ویسے تو وہ اس کتاب کو بیس سال تک مکمل کرتے رہے۔ اس کنز مدفون کی طرف سب سے پہلے فلوگل نے توجہ دی۔ اس نے استنبول اور دیگر مقامات کے مخطوطات کی مدد سے لائپزگ میں ۱۸۳۵ء سے ۱۸۵۸ء یعنی تئیس سال کے طویل عرصہ میں اسے لاطینی ترجمہ کے ساتھ سات جلدوں میں طبع کیا۔ آخری جلد میں جامعہ ازہر، مدرسہ ابی الذہب محمد بک، کتب خانہ ردوس اور استنبول کے دیگر کئی کتب خانوں کی فہارس بھی ساتھ چھاپیں۔ چھٹی جلد کے آخر میں حنیف زادہ کے کشف الظنون پر تتمہ کو بعنوان "آثارِ نو" بھی چھاپ دیا۔ تقریباً اسی زمانہ میں فلوگل سے کچھ عرصہ بعد اس کتاب کا ایک ایڈیشن ۱۲۷۴ھ میں بولاق (مصر) سے چھاپا گیا۔ یہ ایڈیشن فلوگل کی نسبت کچھ اچھا تھا۔ کیونکہ فلوگل نے کئی مقامات پر بیاض چھوڑ دی تھی اور بعض مقامات کو مفتاح السعادۃ کی مدد سے پُر کیا تھا۔ مصری ایڈیشن میں صحت کا بہت اہتمام کیا گیا، پھر بھی نقائص رہ گئے۔ بعد ازاں مصری ایڈیشن کی ہو بہو نقل ۱۳۱۰ھ تا ۱۳۱۱ھ میں آستانہ (ترکی) سے چھپی۔ اس میں بھی وہ تمام نقائص موجود تھے جو پہلے حضرات پورے نہیں کر سکے۔ اب اس کا چوتھا ایڈیشن زیادہ صحیح محقق اور اچھے ٹائپ میں نکلا ہے۔ ایک ورق کے ایک صفحے پر دو کالم بنائے گئے ہیں جنہیں صفحے بنا دیا گیا ہے۔ یہ ایڈیشن وکالۃ المعارف (پبلشر) نے استنبول سے ۱۹۴۱ء سے ۱۹۴۳ء تک چھاپا ہے۔ یہ دو جلدوں میں ہے، اور یہی ایڈیشن زیادہ صحیح مانا

جاتا ہے، ہم نے بھی اسی کو پیشِ نظر رکھا ہے۔ اس ایڈیشن کی مندرجہ ذیل خصوصیات ہیں جن کی بنا پر علماء اسے زیادہ پسند کرتے ہیں:

۱۔ فلوگل کے ایڈیشن میں کئی مقامات پر بیاض تھا جو اس میں پُر کر دیا گیا ہے۔

۲۔ محقق کو مصنف کا اصل نسخہ بھی مل گیا ہے۔ جو اوراق گم تھے وہ بھی ڈھونڈ لیے گئے ہیں۔

۳۔ صاحب علم وفضل محقق (محمد شرف الدین یالتقایا) نے اصل کتاب کی تصحیح، زیادات اور لواحق کے علاوہ بیش قیمت حواشی بھی تحریر کئے ہیں۔

۴۔ موجودہ ایڈیشن میں فلوگل کے مقدمے کے ترکی ترجمے کے علاوہ حسن علی یوجل صاحب نے بھی الگ ترکی میں ایک پُر مغز مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو ۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔

۵۔ اس نسخے میں دوسرے طبعات کی غلطیوں کی طرف بھی اشارہ کیا گیا ہے۔ الغرض یہ ایڈیشن سابقہ طبعات پر فوقیت رکھتا ہے۔

(۳)

کتاب مذکور کی ابتداء میں ایک مفصل مقدمہ احوال علم کے ضمن میں ہے۔ اس کی تفصیل یوں ہے:-

الباب الأول : فی تعریف العلم وتقسیمه (اس میں پانچ فصلیں ہیں)۔

الباب الثانی : فی منشاء العلوم والکتب (اس میں چار فصلیں ہیں)۔

الباب الثالث : فی المؤلفین والمؤلفات۔

الباب الرابع: فی فوائد منثورة من أبواب العلم۔

الباب الخامس: فی لواحق المقدمة من الفوائد۔

یہ مقدمہ ۵۸ صفحات پر مشتمل ہے۔ الباب الثانی کی تیسری فصل کی نشاندہی نہیں ہو سکی۔ پتہ نہیں مصنف سے رہ گئی ہے یا محقق اسے شامل نہیں کر سکا۔ اس مقدمے کے بعد کتاب کا باب الألف شروع ہوتا ہے جس میں یہ عبارت دی گئی ہے:

"الإباحة فی شرح الباحة، یأتی فی الصبابة" یعنی فصل بہ کا حوالہ دے دیا گیا ہے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

مصنف موصوف نے اس کتابیات کی ترتیب میں جدت سے کام لیا ہے۔ اس لئے کہ ان سے قبل ایسی ترتیب کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔ موصوف نے کتابوں کی تلاش میں آسانی کے لئے اسے حروف تہجی کے انداز پر مرتب کیا ہے۔ خود فرماتے ہیں : رتبتہ علی الحروف المعجمۃ کالمغرب والأساس[۶]۔ یعنی ہم نے اسے مغرب اور اساس کی طرز پر مرتب کیا ہے۔ یہ دونوں عربی کی لغات ہیں اور حروف تہجی پر مرتب کی گئی ہیں۔ کتابوں کے ناموں کے ابتدائی حروف کی ترتیب میں تین اور بعض کے چار حروف تک کا لحاظ رکھا گیا ہے[۷]۔ اس ترتیب کے مابین اگر کسی علم کا لفظ آگیا ہے تو اس کی بھی مختصر الفاظ میں بہت عمدہ توضیح کر دی گئی ہے۔ جیسے ایک کتاب ہے : الاجوبۃ عن المسائل العشر۔ یہ فلسفہ کی کتاب ہے۔ اس کے بعد علم الأحاجی والأغلوطات من فروع اللغۃ والصرف والنحو، دیا ہے اور اس کی مختصر شرح کرنے کے بعد "الأحادیث الثمانیۃ الخالیۃ فی الثمانیۃ العالیۃ"، ایک حدیث کی کتاب کی تفصیل دی ہے[۸]۔ بعض علوم کے بارے میں عوام الناس میں غلط فہمیاں تھیں، حاجی خلیفہ ان غلطیوں کو بھی ساتھ ساتھ رفع کرنے کی کوشش کرتے جاتے ہیں۔ جیسے علم الأبعاد والاجرام کے بارے میں عوام کی جہالت کو دُور کیا ہے[۹]۔

(۴)

حاجی خلیفہ نے اپنی اس کتاب میں مندرجہ ذیل قسم کا مواد مرتب کیا ہے :

۱ - کتاب چاہے کتنی ہی بڑی ہو۔

۲ - چھوٹی سی کتاب جسے رسالۃ کہا جاتا ہے۔

۳ - عربی، فارسی اور ترکی زبان کی کتابیں شامل کی ہیں، مگر ان میں عربی کتابیں زیادہ ہیں فارسی اور ترکی بہت کم۔

۴ - کتابوں کی شروح اور خلاصہ جات بھی شامل کئے ہیں۔

۵ - ہر علم پر ہر زمانے کے مصنفین کی کتب کو لیا گیا ہے۔

کتابوں کے ناموں کے ابتدائی حروف کو مدنظر رکھ کر انہیں حروفِ تہجی کے انداز پر ترتیب دیا گیا ہے۔ بعض کتابوں کے صرف نام ملے ہیں، ان کے مصنفین کا علم نہیں ہو سکا، تو ان کے نام پر

ہی اکتفا کیا گیا ہے۔ ایسی کتابیں اپنے نام کے تحت یا پھر اپنے علم کے تحت درج کی گئی ہیں۔ مگر جن کتابوں کا کوئی خاص نام نہیں ہے انہیں فنون کے تحت یا پھر مصنف کے نام کے تحت درج کیا گیا ہے۔ ایسی کتابیں عموماً ت، د، ر اور ک کے ابواب میں مندرج ہیں، جیسے تاریخ ابن اثیر، تفسیر ابن جریر، دیوان المتنبی، رسائل ابن زیدون وغیرہ۔ تمام قصائد کو حرف "ق" کے باب میں اور شروح کو "ش" کے باب میں رکھا گیا ہے[10]۔ عموماً دیکھا گیا ہے کہ جن کتابوں کو حاجی خلیفہ نے خود دیکھا ہے ان کے ابتدائی جملے اور پھر ان کے مشتملات اختصار کے ساتھ درج کئے ہیں۔ ایک کتاب کی تفصیل یوں دی گئی ہے: سب سے پہلے کتاب کا نام، پھر مصنف کا نام، مصنف کی تاریخ وفات (اگر نہیں مل سکی تو نہیں درج کی)، کتاب کے ابتدائی جملے، کتاب کے مشتملات (CONTENTS)، اس کتاب کا تتمہ یا خلاصہ یا کوئی شرح لکھی گئی ہے تو اس کی طرف اشارہ، اس فن میں دوسرے حضرات نے طبع آزمائی کی ہے تو ان کا ذکر[11]۔ اگر کسی کتاب کا ترجمہ کسی زبان میں ہوا ہے تو بتا دیا گیا ہے[12]۔ کتاب کی زبان، جہاں کہیں سے کسی کتاب کا علم ہوا اس مآخذ کا ذکر[13]۔ کتاب اہم یا مشہور ہے تو یہ بھی بتایا ہے۔ مصنف کا نام عموماً اس کی کنیت یا زیادہ مشہور حصہ سے شروع کیا ہے، اور بعد میں پورا نام لکھا ہے، جو عام مسلمانوں کا قاعدہ ہے، جیسے ابو حنیفہؒ، احمد بن داؤد الدینوری[14]۔ مگر کہیں کہیں اس کے برعکس عام نام پہلے دے کر آخر میں مشہور نام دیا ہے۔ جیسے شمس الدین محمد بن ابراہیم بن ساعد الانصاری الشہیر بابن الأکفانی[15]۔ چند کتب کے مصنفین پر اسے شک گزرا ہے چنانچہ اس کی دوسری ممکن صورت بھی حوالے کے ساتھ تحریر کر دی ہے[16]۔

جب لفظ تاریخ کے تحت آنے والی کتابیں ختم ہو گئیں تو آخر میں حروف تہجی پر ان کتابوں کی فہرست بھی مرتب کر دی جن کے اسماء میں لفظ "تاریخ" نہیں آتا تھا مگر وہ تھیں تاریخ کے موضوع پر، یہ اس لئے کہ تمام تصانیف قاری کے پیشِ نظر رہیں[17]۔ اس ببلوگرافی میں کئی حوالہ جات (CROSS REFERENCES) دیئے گئے ہیں تاکہ قاری کو کتب کی تلاش میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

ہر مصنف کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کی تصنیف ممکن حد تک مکمل اور درست ہو، مگر دیکھا گیا ہے کہ پھر بھی اس میں غلطیاں اور نقائص رہ جاتے ہیں، جو تقاضائے بشریت ہے۔ چنانچہ خلیفہ چلپی سے بھی، باوجود انتہائی احتیاط کے، کچھ غلطیاں سرزد ہو گئیں[18]۔ علاوہ بریں ایسے مقامات

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

بھی خالی رہ گئے جہاں وہ بعد میں مصنف کی وفات کا سن درج کرنا چاہتے تھے، مگر غالباً عمر نے مہلت نہ دی اور وہ ویسے کے ویسے رہ گئے۔[19]

(۵)

حاجی خلیفہ سے پہلے جن حضرات نے ایسی ببلوگرافی مرتب کرنے کی سعی فرمائی ہے انھوں نے کتابوں کو یا تو علوم کے تحت تقسیم کیا ہے یا پھر مصنفین کے ساتھ ان کی تمام تالیفات کا ذکر کر دیا ہے۔ مگر اُس دَور تک کوئی ایسا شخص نہیں گزرا تھا جس نے کتابوں کے اسماء کو حروف تہجی کے مطابق ترتیب دے کر آسانی پیدا کی ہو۔ یہ خدمت صرف حاجی خلیفہ کے حصے میں آئی جس نے ببلوگرافی کی بالکل نئی طرح ڈالی۔ اس کتاب میں حاجی چلپی نے میرے خیال کے مطابق خاص اور منتخب کتابیں جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔ ان کا خیال تھا کہ انسان کی عمر کم ہے اور کتابیں بے شمار، جب تک منتخب مطالعہ نہ ہو ان تمام کتابوں کے بارے میں علم مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ بہت سی کتابیں رہ گئیں جو بعد میں دوسرے لوگوں نے تتموں کی صورت میں شامل کیں۔ حوالہ جات سے کتاب کی افادیت میں اور اضافہ ہوگیا۔ کتاب کے صحیح مصنف کی تلاش میں صاحب موصوف نے بڑی تحقیق سے کام لیا ہے۔ جو اس مجموعے کے عمدہ و مفید ہونے کی بیّن دلیل ہے۔

اس نادرۂ روزگار تصنیف کی طرف سارے عالم کی توجہ رہی ہے۔ پہلے تو خود مصنف ہی نے اس کے لکھنے میں تقریباً تین لاکھ عثمانی سکے خرچ کر کے اس کی اہمیت دنیا پر واضح کی۔[20] وہ اس عظیم منصوبے کے لئے مسلم دنیا میں کافی گھومے۔ جہاں کہیں کوئی مطلوبہ کتاب مل جاتی ہر قیمت پر خرید لیتے۔ خیال رہے کہ یہ سب کام خلیفہ چلپی نے ملازمت کے دَوران اور اس کے بعد بھی کیا ہے جب کہ وہ ذاتی طور پر امیر نہ تھے، نہ انھیں ملازمت میں بھاری تنخواہ ملتی تھی، موجودہ دَور میں اس کتاب کی طرف سب سے پہلے یورپین متوجہ ہوئے۔ فلوگل نے ۱۸۵۸ء میں اسے چھاپا تو پیرس کے ایک عربی زبان و ادب کے پروفیسر PETIRDFLA CROIX نے اس کا فرانسیسی ترجمہ کر دیا۔ پاک و ہند میں بھی اس پر خاص توجہ دی گئی ہے۔ اس صدی کی تیسری دہائی میں حیدرآباد دکن کی عثمانی حکومت نے ایک بورڈ مقرر کیا تھا، جس کا کام

کشف الظنون کے مختلف نسخوں کی مدد سے اس کا ایک صحیح ترین نسخہ تیار کرنا تھا۔ چنانچہ مولانا عبدالقدوس ہاشمی صاحب (جو اب ادارہ تحقیقات اسلامی اسلام آباد کے لائبریرین ہیں) کی سرکردگی میں وہ نسخہ انہی کے ہاتھوں سے عمدہ کتابت کے ساتھ حیدر آباد کے سرکاری کتب خانہ آصفیہ کے لئے تیار کیا گیا تھا جو غالباً اب بھی وہاں محفوظ ہوگا۔ یہ نسخہ صحت کے اعتبار سے بہت عمدہ ہے، اگر اسے حاصل کر کے ایڈٹ کر دیا جائے تو دنیائے اسلام کی بڑی خدمت ہوگی۔

حوالہ جات

۱۔ سوانح حیات اور تالیفات کے لئے ملاحظہ فرمائیں:۔

ا۔ حاجی خلیفہ چلپی: کشف الظنون عن أسامی الکتب والفنون، ط استنبول ۱۹۴۱ء تا ۱۹۴۳ء: مقدمۂ محقق۔

ب۔ خیرالدین الزرکلی: الأعلام ط ثانیہ: ج ۸ ص ۱۳۸۔

ج۔ ENCYCLOPAEDIA OF ISLAM (OLD EDN,) ART HADJDJI-KHALIFA (VOL. 2, P. 204-),

د۔ BROCKALMANN: GESCHICHTE DER ARABIACHE LITTERATUR VOL. 2, P. 563 ; SUP. VOL. 2, P. 635.

۲۔ مقدمہ بر کشف الظنون از خلیفہ چلپی۔

۳۔ ایضاً۔ ص ۷۔ ۴۔ ایضاً۔

۵۔ مقدمہ بر کشف الظنون از محقق: ص ۷۔

۶۔ مقدمہ بر کشف الظنون از خلیفہ چلپی۔

۷۔ مقدمہ بر کشف الظنون از محقق: ص ۲۔

۸۔ حاجی خلیفہ: کشف الظنون: ص ۱۳-۱۴۔

۹۔ حاجی خلیفہ: کشف الظنون: ص ۳۔

۱۰۔ مقدمہ بر کشف الظنون از خلیفہ چلپی۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۱۔ حاجی خلیفہ : کشف الظنون : جیسے الأمثال السائرہ لابن سلاّم کے ساتھ اور بہت سے حضرات کا ذکر کیا ہے جنہوں نے اس میدان میں لکھا ہے۔ ص ۱۶۷۔

۱۲۔ حاجی خلیفہ : کشف الظنون ص ۲۲۴۔ جیسے البحر الزخار والعَیلم التیار از مصطفی۔

۱۳۔ ایضاً ص ۶۲۲۔ جیسے جہاں نما، فارسی، ذکرہ حمد اللہ فی النزہتہ۔

۱۴۔ حاجی خلیفہ : کشف الظنون۔ ج ۲ ص ۱۵۴۸۔

۱۵۔ ایضاً : ج ۲ ص ۱۴۹۰۔

۱۶۔ ایضاً : ج ۲ ص ۱۳۹۳، (کتاب الاعتقاد)۔

۱۷۔ ایضاً : ص ۳۱۱ و مابعدہٗ۔

۱۸۔ مقدمہ بر کشف الظنون از محقق۔

۱۹۔ حاجی خلیفہ : کشف الظنون ج ۲ ص ۱۹۲۶ پر محمد اکرم بن عبدالرحمٰن السندی المکیّ کی وفات رہ گئی ہے جہاں پر بیاض ہے، غالباً حاجی خلیفہ صاحب بعد میں پُر کرنا چاہتے تھے۔

۲۰۔ مقدمہ بر کشف الظنون از محقق۔